(۲)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

کیمیائے سعادت حصہ دوم

امام غزالی رح کی کتاب کیمیائے سعادت کا شمار تصوّف کی بنیادی اور اہم ترین کتابوں میں ہوتا ہے۔

مسلمان ہونے کا عنصر:

(۱) اپنے آپ کو پہچاننا۔ جس نے اپنی ذات کو پہچان لیا، اس نے خدا کو پہچان لیا۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "عنقریب انہیں ہم اپنی نشانیاں ان کی اپنی ذات میں دکھائیں گے"۔

امام غزالیؒ کہتے ہیں کہ اے بندۂ خدا ساری دنیا میں تیرے لیے خود سے قریب کچھ اور نہیں ہے۔ اس لیے اپنی ہستی کو پہچان۔ اپنے دنیا میں بھیجے جانے کے مقصد کو پہچان۔ یہی معرفت تجھے حق تعالیٰ کے قریب لے جائے گی۔

ظاہر کی آنکھ سے ظاہر اور باطن کی آنکھ سے باطن نظر آتا ہے۔ بقول امام غزالی رح یہ باطن تیری حقیقت اور تیری طاقت ہے۔ اسی باطنی طاقت کو دل کہا جاتا ہے۔ جان لے کہ دل سے ہی حقیقت کی دنیا کھلتی ہے اور اس حقیقت کو روح کہا جاتا ہے۔

دل تو جانوروں کے پاس بھی ہوتا ہے پھر وہ کیا چیز ہے جو انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ عطا کرتی ہے اور دیگر جانداروں سے ممتاز اور اہم بناتی ہے؟

تصوف کی اصطلاح میں لفظ دل کا مطلب باطنی طاقت اور علم ہے۔ ولی اور صوفی جب باطن کی آنکھ سے دیکھتے ہیں تو عالمِ شہادت میں چلے جاتے ہیں یعنی جو شخص نہیں بظاہر جیسا نظر آرہا ہے اس کی اندرونی حقیقت کیا ہے؟ یہ عالم شہادت ہے یعنی باطن کی اور چھپی ہوئی چیزوں کا جان لینا۔

(2)

امام غزالی رح فرماتے ہیں کہ اے عزیز جب تک تُو دل کی ہستی اور حقیقت کو نہیں پہچانے گا، کچھ نہیں پا سکے گا۔ یہ خدا کی معرفت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور اسی سے انسان اپنی سعادت یعنی خوش نصیبی اور بلند ترین رتبے پر پہنچتا ہے

دل کیا ہے؟ اور اس کی خاص صفت کیا ہے؟

شریعت نے اس بات کی اجازت نہیں دی کہ دل کی باتوں کو کھول کر بیان کیا جائے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔ "وہ آپ سے پوچھتے ہیں روح کے متعلق۔ فرما دیجئے کہ وہ میرے پروردگار کے حکم سے ہے اور عالم غیب سے ہے۔"

<u>عالم خلق</u>: خلق کے معنی ہیں اندازہ کرنا۔ ناپ تول مقدار تعداد۔ جانچنے کے تمام پیمانے عالم خلق سے ہیں۔ خلق کے معنی پیدا کی ہوئی چیز کے بھی ہیں۔

دل کو جانچنے کے لئے کوئی مقدار یا اندازہ مقرر نہیں۔ روح کو تقسیم نہیں کیا جاسکتا نہ ہی روح کی کوئی مقدار ہے مگر روح مخلوق ہے جسے پیدا کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ روح عالم خلق سے ہے کیونکہ اللہ کی مخلوق ہے۔

روحانی معنی میں روح عالم امر سے ہے۔ قرآن میں روح کو امرِ ربی کہا گیا۔ روح کی کیفیت کیا ہے اس کو جاننے کے لئے قرآن پاک کی آیت کا مفہوم کہ اللہ والوں کی روحوں اور عام لوگوں کی روحوں میں فرق ہے۔ "وہ لوگ جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم انہیں ضرور راستہ دکھائیں گے۔"

یہ راہ میں کوشش کرنے والے لوگ اللہ کے قریب ہوتے ہیں اپنی عبادت اور ریاضت کے ذریعے۔ جس نے پوری ریاضت نہیں کی اس سے روح کی حقیقت کو بیان کرنا ناانصافی ہے۔

مجاہدے اور ریاضت کے ذریعے دل کے لشکر کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔
لشکر کے معنی ہیں پوشیدہ طاقتیں۔
یہاں ایک فصل مکمل ہوئی۔ فصل کے معنی ہیں فاصلہ = بات مکمل

<u>نئی فصل</u> : روح کو آخرت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ذکر اللہ کے ذریعے دل کو زندہ رکھنے کی کوشش کرنا جہاد ہے۔
نفس کو پہچاننا اور پھر اللہ کی طرف راغب ہوجانا۔
علم حسّیات Knowledge of feelings کا مطلب ہے ظاہر و باطن کا علم۔ ~~[illegible]~~
دل حکمران ہے بدن رعایا ہے۔ دل جو حکم دیتا ہے بدن اس پر عمل کرتا ہے۔ خرابی دل میں ہو تو اثر سارے وجود پر پڑے گا۔ انسان کے پاس اختیار option یہ ہے کہ بدن کو یعنی تمام اعضاءِ جسم کو کس طرح استعمال کیا جائے۔
اگر آزمائش نہیں ہوگی تو نتیجہ کیسے نکلے بُرے بھلے کی جانچ کس طرح ہوگی؟

ظاہری لشکر : ہاتھ پاؤں ناک کان وغیرہ (اعضاءِ جسم)
باطنی لشکر : بھوک پیاس۔ غصہ خواہش پر غلبہ۔
ظاہری اور باطنی دونوں لشکر دل کے تابع ہیں۔ دل سب کا بادشاہ ہے۔ دل سب کو کنٹرول کرتا ہے تاکہ روح پاکیزہ رہے۔ آخرت کی تیاری کرے اپنے دشمن یعنی نفس اور شیطان پر غالب رہے اور اپنے لئے سعادت کے بیج بکھیرے۔ سعادت سے مراد ہے ابدی خوش قسمتی۔
جیسے فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے ایسے ہی معرفت الٰہی کے طالب اللہ کی رضا و خوشنودی کے سوا کوئی کام نہیں کرتے۔

ظاہر کی طاقت : کھانا پینا سونا جاگنا وغیرہ
باطن کی طاقت : ذکر کرنا، غور و فکر کرنا
یہ سب دل کے تابع ہیں۔

اللہ کے لشکر کو غلط استعمال کرنے کا مطلب ہے کہ طاقتور کمزوروں پر ظلم کرے۔ امیر غریب کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے۔ وغیرہ

نئی فصل : کھانا پینا بدن کا چارہ ہے۔ بدن حواس کا خادم ہے۔ بدن کو حواس کا بوجھ اٹھانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ جب دل شمع و چراغ بن گئے اور اس کی روشنی میں درگاہِ الٰہی یعنی عرش دیکھنے کی طلب پیدا ہوئی اور یہی تڑپ اور اس کی دید دل کی بہشت ہے۔

امام غزالی رح فرماتے ہیں کہ عقل دل کی خادمہ ہے۔ دل جمالِ الٰہی کے نظارے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ جب دل اس نظارے میں مشغول ہوا تو بندہ خدا کی درگاہ کا خادم بن گیا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ "ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے"۔

دل کی معراج یہ ہے کہ زمین پر رہ کر آسمانوں اور جنت کی سیر کرے۔ یہ منزل ظاہری اور باطنی لشکر کو صحیح استعمال کرنے سے ملے گی۔

ظاہری اخلاق باطن کی تربیت کے تابع ہے۔ جو شخص خواہشات کا مطیع ہو گیا اس میں تمام بُری صفات خود بخود پیدا ہو جائیں گی۔ شیطان کی اطاعت نہ کی اور اس کے مکر و فریب و دھوکے میں نہ آیا وہ کامیاب ہو گیا اور اس کے نیک اوصاف مرنے کے بعد بھی زندہ رہیں گے۔

جن کاموں سے بُرے اخلاق پیدا ہوتے ہیں انہیں گناہ کہتے ہیں
جن کاموں سے اچھے اخلاق پیدا ہوتے ہیں انہیں عبادت کہتے ہیں

دل ایک روشن آئینہ ہے اور بُرے اخلاق دھواں اور ظلمت اور اندھیرا ہے۔ اچھے اخلاق گویا نور اور روشنی ہیں جو دل کو گناہوں کی ظلمت سے پاک صاف کر دیتے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر برائی کے بعد بھلائی کر کہ بھلائی برائی کو مٹا دیتی ہے۔
روز قیامت کچھ لوگوں کے دل روشن ہوں گے اور کچھ لوگوں کے دل تاریک ہوں گے۔ ان کے اعمال کے سبب ہوں گے جو انھوں نے دنیا میں کمائے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

نئی فصل : امام غزالی رح فرماتے ہیں کہ چونکہ انسان میں درندوں چوپایوں اور شیطانوں کی صفات بھی پائی جاتی ہیں تو ہم کیونکر جانیں کہ نیکی اور فرشتہ پن ان کی اصل ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ انسان درندوں سے افضل و برتر ہے۔ انسان اعلیٰ مقاصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے صرف کھانے پینے کمانے کے لئے نہیں۔ خواہش جانوروں کو بھی ہوتی ہیں اور غصہ بھی جانوروں کو آتا ہے مگر انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر غصہ کو مغلوب کرنا سکھایا گیا۔ خواہش اور غصہ انسان کو لے ڈوبتا ہے اور دین و دنیا کی ناکامی اس کا مقدر بنتی ہے۔
کمالِ عقل کے سبب انسان خدا کو اور باطنی طاقتوں کو پہچانتا ہے
قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
"اور مطیع کئے ہم نے تمھارے لئے جو کچھ زمین میں ہے"

— × — × —

نازیہ طارق آکبانی
ہوسٹن - ٹیکساس
U.S.A